افسانہ مہالکشمی کا پُل

مصنف کرشن چندر

افسانے کے اہم نکات

- معاشرتی رویّوں کا ذکر ہے
- حکومتی بے حسی کا ذکر
- دولت مندوں کی اجارہ داری / طبقاتی تضاد
- عدل و انصاف اور مساوات کے فقدان کا ذکر
- محنت کش طبقے کے جزیات و احساسات، مسائل اور نفسیات کا ذکر
- چھ کہانیوں کا نچوڑ، امیروں کی بے حسی تکبر اور غرور ہے
- بدرو کی صفائی سے مُراد تکبر کو ختم کرنا ہے۔ غریبوں کو اُن کا حق دینا ہے۔

سوالنمبر 1۔ کرشن چندر کا افسانہ "مہا لکشمی کا پُل" پر نظر آنے والی ساڑھیاں درحقیقت غربت اور سسکتی زندگی کی مُنہ بولتی کہانیاں ہیں۔ کیا ہم ایسے دکھوں سے بھرے لوگوں کے ساتھ انصاف کر پاتے ہیں "مہا لکشمی کا پل" افسانے کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تنقیدی جائزہ پیش کیجئے۔

جواب:

کرشن چندر نے اپنے گرد وپیش کی عام زندگی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ عام لوگوں کی زندگی کے مسائل، اُن کے جزیات، احساسات اور نفسیات کی بہترین عکاسی کی ہے۔ فطری اور حقیقی پلاٹوں اور خوبصورت منظر نگاری سے اپنے افسانوں کو جلا بخشی ہے۔ زیر نظر افسانے میں نچلے طبقے کے مسائل، دُکھ درد، رسم و رواج، طرز زندگی، عادات و خصائل اور اُن کی جزیاتی اور نفسیاتی کیفیات کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دولت مند اور بااثر طبقے کی معاشرتی بے حسی، سماجی ناانصافی، طبقاتی جبر اور معاشرتی استحصال کا نقشہ بھی کھینچا ہے۔

لکشمی دولت کی دیوی کو کہتے ہیں مہا لکشمی کے منور میں دولت کے خواہشمند پوجا کے لیے آتے ہیں۔ مہا لکشمی مندر کے ساتھ "مہا لکشمی کا پل" امارت، دولت اور غربت کے درمیان حدِ فاضل ہے۔ اس پُل کے ایک طرف خوشحال لوگ آباد ہیں اور دوسری طرف زندگی کو سسک سسک کر جینے والے لوگ رہتے ہیں۔

پُل کے جنگلے پر ڈھل کر لٹکی ہوئی چھ ساڑھیاں ایک طرف اُن کی پہننے والی چھ عورتوں کی زندگیوں اُن کے مسائل و مصائب اور بے حسی کی داستان بیان کر رہی ہیں تو دوسری طرف ایک آزاد ملک میں بننے والے امیر طبقے کی معاشرتی، طبقاتی جبر اور حکمرانوں کو خصلت اور بے نیازی کی منظر کشی کر رہی ہے۔ مصنف کے مطابق پہلی بھورے رنگ کی ساڑھی شانتا بائی کی ہے جو تین بچوں کی ماں ہے۔ اس کا شوہر مزدوری کرتا ہے۔ شانتا لوگوں کے گھروں میں برتن مانجتی اور پانی ڈھوتی ہے۔ اس کی چھ سال کی بیٹی اس کام میں ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ دو دو چھوٹے بچے سارا دِن بھوک سے بلکتے رہتے ہیں باجرے کی روٹی ٹھنڈا پانی اس گھرانے کا مقدر ہے۔ دونوں میاں بیوی محنت کے باوجود اپنی اور بچوں کی پھیکی بے رنگ زندگی میں خوشیوں کے رنگ نہیں بھر سکے۔ زندگی کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لیے ترستا ہوا یہ گھرانہ اپنے طبقے کا نمائندہ ہے جبکہ صاحبِ اقتدار لوگ ان کی محرومیوں کا ازالہ کرنے کی بجائے بے حسی غفلت اور ل اپرواہی کا شکار ہیں۔

دوسری پیوند لگی ساڑھی جیوینا بائی کی ہے۔ ڈھل ڈھل کر اس کا رنگ بھی بھورا ہو چکا ہے۔ جیونا پرانی زندگی کی تلخیوں کو نئی یادوں سے بدلنا چاہتی ہے۔ لیکن زندگی اُسے ایسا کرنے نہیں دیتی۔ جیونا کے شوہر ڈھونڈو کو مل کے مالکوں بڑھاپے اور کھانسی کے سب مل سے نکال دیا۔ اسکا غصہ اس نے جیونا پر اُتارا۔ بر اور مار مار کر جیونا کی آنکھ زخمی کر دی۔ صحیح علاج نہ ہونے کی وجہ سے ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ جیونا کو آنکھ ضائع ہونے کا دُکھ تھا لیکن شوہر پر غصہ تھا۔ کیونکہ 30 سالہ رفاقت کو تھوڑی دیر کے غصے کی خاطر ختم نہیں کر سکتی تھی۔ اس قصّے میں ایک غریب اور مفلس عورت کی اعلیٰ اقدار ہیں تو دوسری طرف معاشرے کی بے حسی اور بے رحمی ہے کہ 35

سال سے ایک کارخانے مین کام کرنے والے مزدور کو بیماری کی حالم یں خالی ہاتھ ملازمت سے نکال دیا گیا۔

مصنف نے معاشرتی استحصال اور طبقاتی جبر کی خوبصورت منظر کشی کی ہے۔ اس کے علاوہ جیونا کی بیٹی کا گھر سے بھاگ جانا بھی غربت سے پیدا شدہ مسائل کی عکاسی ہے۔

تیسری ساڑھی مصنف کی بیوی ساوتری کی ہے جو ایک کلرک کی بیوی ہے۔ اُس کے آٹھ بچے ہیں۔ سود در سود قرض کے بوجھ تلے دبے یہ میاں بیوی بمشکل زندگی گزارتے ہیں۔ یہ اپنے بچوں کو سکول پڑھا نہیں سکتے۔ بڑے بڑے سیاستان اور حکومتی افراد لمبے لمبے بھاشن (تقاریر) دینے کے بعد چین کی نیند سوتے ہیں جن لوگوں کے ووٹوں سے اقتدار میں آتے ہیں۔ اُنھیں کی حالات سے بے خبر رہتے ہیں۔

چوتھی ساڑھی جو ترمزی رنگ کی ہے۔ چھینو کی بیوی لڑیا کی ہے۔ چھینو کو کارخانے کے مالک نے معمولی جھگڑے کے بعد کارخانے سے نکال دیا تھا۔ اس کے بعد اُسے کسی کارخانے میں کام نہیں ملا۔ بقول مصنف:

"غریب کو گالی کھانے کا حق ہے دینے کا نہیں" لڑیا اپنے شوہر کی احسان مند ہے کہ چھینو نے اُسے ایک بدمعاش سے خرید کر اُس سے شادی کر کے اُسے عزت کی زندگی دی۔ لڑیا شوہر کی بے روزگاری کے دِنوں میں سبزی بیچتی ہے۔ اس کے باوجود اس کے گھر میں کئی کئی دِن فاقہ ہوتا ہے۔ اس کا طوطا دو دِن سے بھوکا ہے۔ اس بے چارگی اور خاتمہ زدہ زندگی پر سماج کے اجارہ دار

خاموش ہیں جو ان چھبو روزگار کے لیے ترستا ہے جبکہ روزی دینے والے صرف سزا دینا جانتے ہیں۔

پانچویں ساڑھی سولہ سالہ ایک بیوی منجولا کی ہے جسکا شوہر شادی کے چھ ماہ بعد ہی کارخانے کے خراب پٹ کی لپیٹ میں آکر ہلاک ہو گیا تھا۔ کارخانے کے مالک نے اسے مزدور کی لاپرواہی کہہ کر جان چھڑالی۔ یہ ناانصافی اور طبقاتی جبر جہاں ایک انسانی جان کی قیمت مشین کے پٹے سے بھی زیادہ سستی ہے۔

بااختیار طبقے کی بے رحمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خجروالا بیوہ ہوتے ہوئے بھی ساڑھی پہننے پر مجبور ہے۔ اس میں سفید ساڑھی پہننے کی مہلت نہیں۔ منجولا کی بیوگی انسانی جزیات و احساسات، دُکھوں اور کرب کی داستان سنارہی ہے۔

چھٹی ساڑھی ایک معجز بھنگنی کی ہے۔ جو گولی کا نشانہ بن چکی ہے۔ یہ کہانی معاشرے کے پس ماندہ طبقے کے احتجاج کی داستان بیان کرتی ہے۔ اُن لوگوں کی کہانی جن کے سروں پر چھت نہیں کھلا آسمان ہے وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ بوڑھی عورت کے مرنے کے بعد اس کی ساڑھی اُس کی بہو استعمال کرتی ہے کیونکہ زندہ انسانوں کو تن ڈھانپنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ایسے لوگ جو احتجاج کرتے ہیں تو بدلے میں انھیں جیل جانا پڑتا ہے یا گولی کھانا پڑتی ہے۔ بنیادی انسانی حقوق جینے کے لیے حق مانگنے والے یہ لوگ ایک آزاد اور خود مختار ملک کے لیے سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں کہ آزادی ملنے کے باوجود یہ لوگ طبقاتی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ معاشرہ طبقاتی گروہوں میں اس طرح تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک طف اہل دولت و ثروت ہیں

جن کے پاس اختیارات، وسائل مین تو دوسری طرف معاشرے کا محروم اور مظلوم طبقہ ہے جو زندگی جینے کے لیے ترستے ہیں۔ درمیان میں رعونت طاقت کی بدرومائل ہے۔ اگر اس بدرو کی صفائی نہ کی گئی۔ تو کوئی آرپار نہ کر سکے گا۔ اور پھر عبادت گاہیں بھی روحانی صفائی نہ کر سکیں گی۔